رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ · إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ · رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

نظم بتقریب جشنِ تاج پوشی ملک معظم جارج ششم

اٹھائے پھرتے ہیں بادہ کش کیوں یہ بارِ احساس بے قراری
عجیب ہے ان کی بے قراری کہ مضطرب مسکرا رہے ہیں
ہوا انعقادِ کل جشنِ تاجپوشی کلیسۂ ویسٹ منسٹر میں
زمیں کے ذروں نے سیکھ لی تھی فلک کی انجم سے ضو فشانی
چراغ جلتے تھے بزمِ احباب میں کچھ ایسے طلسم آگیں
اچک اچک کر ہلال تو بھی افق سے دنیا کو تک رہا تھا
سریر آرائے سلطنت ہو گئے ہیں لندن میں جارج سادس
دہن گئے ڈیوک آف ونڈسر جو تھے کبھی ایڈورڈ ہشتم
تمام دنیا سے آ رہے ہیں حضورِ قیصر پیام الفت
نہیں ہوں شاعر مگر حقیقت نگار ہوں میں خدا ہے شاہد
غلط ہے اے نکتہ چیں کریں ہوں ہر ایک وادی میں راہ پیما
نہیں ضرورت کسی چمن کی کہ باغِ احمد کا خوشہ چیں ہوں
خدا ازل سے غفور ہے اسکا میں ابد تک رہوں گا قاصر
تکلفِ مغربی نے ہم کو بھلا دیں ساری وفا کی رسمیں
ہزاروں الفاظ اس پہ قرباں ہزاروں لسانیاں ہیں احمد قسم
خشاعرہ ہو رہا ہے اسلم یہاں بتقریب تاج پوشی
نہیں ہے کچھ شاعری سے ... کر
امنگ اٹھتی ہے ایک دل میں زبان سے ہو رہے ہیں شعر جاری

دلِ حزیں میں تڑپ رہا ہے نشاط از شوقِ بادہ خواری
نہ چارہ سازی کی آرزو ہے نہ حاجتِ رسمِ غمگساری
جبینِ ہر قصر و کاخ پر تھا تموجِ نورِ برق طاری
شعاعِ بے تاب چار سو کر رہی تھی عالم میں زرنگاری
کرشمۂ حیراں پہ حکمراں بن گئی تھی کرنوں کی سحرکاری
سلام جھک جھک کے کر رہا تھا بہ پاسِ آدابِ تاجداری
مبارک اے شاہ قیصرِ ہند آپ کو جشنِ تاجداری
کبھی جو ڈیوک آف یارک تھے مل گئی ہے اب ان کو شہریاری
خدا کرے ان کو بار آور یہی ہے بس آرزو ہماری
یہ دل کے ٹکڑے ہیں رکھ رہا ہوں جو آپ کے آگے بار ہی باری
میں اپنے آقا کی خاک پا ہوں پسند ہے مجھ کو خاکساری
مری وفا کی گواہ صادق ہے میرے دامن کی لالہ کاری
کسی کا دستور پردہ پوشی کسی کا شیوہ گناہگاری
نہیں ضرورت صحافیوں کی نہ حاجتِ "آئی ایم ساری"
جو صدقِ دل سے کبھی ہو پیدا کسی میں احساسِ شرمساری
مگر کہاں لے گیا ہے مجھ کو یہ تیرا احساسِ ناگواری
... مشقِ سخن ہے مجھ کو
... زبان سے ہو رہے ہیں شعر جاری

میری بیماری اور سفر

گذشتہ دو سال سے میں مرض ذیابیطس میں مبتلا ہوں۔ اس مرض نے مجھے بالکل کمزور اور کھوکھلا کر دیا ہے اور کام کرنے کی طاقت اور قوت تقریباً بالکل مفقود ہو گئی ہے۔ اس لئے مجبوراً میں گذشتہ سال کی طرح بغرض علاج اور تبدیلیِ آب و ہوا قادیان سے باہر سکندر آباد دکن میں جہاں حضرت والد صاحب قبلہ مقیم ہیں جا رہا ہوں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ میری صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں!

میری غیر حاضری میں سر دست الحکم کا مکمل انتظام نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ دو تین ہفتہ تک اخبار التوا میں رہے جو مجبوری امر ہے۔ تاہم اگر خدا تعالیٰ نے مجھے جلد صحت یاب کر دیا۔ تو اس کمی کو کسی دوسرے رنگ میں پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔

وباللہ التوفیق

محمود احمد عرفانی

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا

حضرت میر قاسم علی صاحب کو جانکاہ صدمہ

سلسلہ کے اخبارات میں یہ افسوسناک خبر پہلے سے شائع ہو چکی ہے کہ حضرت میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کی اہلیہ محترمہ ۲۲ مئی ۱۹۳۷ء کو مغرب کے وقت یکایک حرکت قلب بند ہو جانے سے فوت ہو گئیں ۔

حضرت میر قاسم علی صاحب قبلہ کو عمر کے اس حصہ میں یہ شدید ترین صدمہ پہنچا ہے ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو محض اپنے فضل سے صبر کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور مرحومہ مغفورہ کو اپنے قرب میں جگہ دے

مرحومہ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں ۔ ہر گھر میں ان کی خوبیوں کے چرچے ہیں ۔ اپنے اندر مردانہ صفات رکھتی تھیں ۔ امور خانہ داری میں ایسا ضبط تھا ۔ کہ بہت کم مستورات میں اس کی مثال ملتی ہے ۔ مرحومہ صحابیہ تھیں ۔ ان کی زندگی کے مختصر حالات جناب خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر رامپوری نے فاروق میں شائع کئے ہیں ۔ وہاں سے لے کر شائع کرتا ہوں ۔ اور اخیر میں اسقدر عرض کرتا ہوں کہ الحکم اس صدمہ جانکاہ میں حضرت میر صاحب سے پوری پوری ہمدردی رکھتا ہے ۔ اور ان کے اس غم میں شریک ہے ؛

حضرت میر صاحب کی اہلیہ محترمہ کے مختصر حالات

مکرمی محترمی میر قاسم علی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ آپ کی اہلیہ مرحومہ کی وفات آپ کے لئے تو جس قدر باعث رنج و غم ہوئی ہے ۔ وہ آپ ہی کا دل جانتا ہے ۔ مگر میں بھی آپ کی محبت کے سبب سے گذشتہ ۳۰ سال سے مرحومہ کے ساتھ جو میری منہ بولی بہن تھی قرب کا رشتہ رکھتا تھا ۔ ۱۹۰۷ء سے جب آپ کا قیام دہلی میں تھا اور میں میرٹھ میں تھا مجھے آپ کے پاس دہلی آنے جانے کا اتفاق رہا ۔

پھر میرے بھائی مولینا محمد علی صاحب مرحوم نے کوچہ چیلاں میں ہمدرد کے لئے مکان لیا ۔ اور مجھے پریس کے قائم کرنے کے لئے وہاں رہنا پڑا ۔ آپ کا مکان بھی قریب تھا ۔ عزیزی مشتاق دو یا تین سال کا تھا ۔ اس زمانہ میں مسلسل ہفتوں قیام میرا آپ کے قریب رہا ۔ مرحومہ کے حسن اخلاق اور مہمان نوازی کا گہرا نقش میرے دل پر ہوا ۔ پھر جب ۱۹۲۱ء میں رام پور سے مستقلاً دارالامان میں آیا ۔ تو آپ کے زیر سایہ مجھے مکان ملا ۔ دس سال برابر دن رات آپ کے پڑوس میں رہا ۔ اور محترمہ مثل حقیقی بہنوں کے میرے بچوں سے شفقت کرتی رہیں ۔ ان کی شادی بیاہ میں اسی طرح شریک ہوئیں جیسے سگی بہنیں ہوتی ہیں ۔ مجھے اس لمبے عرصہ میں ان کی عادات ان کے خیالات ۔ ان کی ہمدردیوں ۔ ان کی رنجشوں اور ملالوں کا مطالعہ کرنا پڑا ۔ ان کو اگر کسی سے رنج ہوتا تو محض اس لئے کہ وہ کسی کام کے لئے ان کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف کیوں گیا ۔ انہیں اپنی محبت کے وثوق پر اس قدر اعتماد تھا کہ دوسروں سے زیادہ میل جول پر ایک گونہ رقابت ان کے دل میں پیدا ہوتی تھی ۔ اور بس یہی سبب ملال ہوتا تھا ۔ جس کی تہ میں محبت کارفرما ہوتی تھی ۔ اپنے کاروبار خانہ داری میں ان کا تہجد کے وقت اٹھنا ۔ اور پھر فارغ ہو کر دودھ دہنا ۔ اور پانی وغیرہ کا اور سانی کا بھینسوں گائیوں کے لئے انتظام کھڑے ہو کر کرانا ۔ مکان کی صفائی کرانا ۔ اور سارے گھر کے لئے ناشتہ تیار کرنا ۔ اور لسی کے طلبگاروں کے لئے صبح ہی لسی تقسیم کرنا ۔ یہ سب کام نماز فجر کے آخری وقت تک وہ ختم کر دیا کرتی تھیں ۔ دودھ خود بلو یا کرتی تھیں ۔ ایسی منتظمہ اور ہمت مردانہ والی عورتیں دنیا میں کم نصیب ہوتی ہیں ۔ میں نے مرثیہ میں مختصراً ان کے بابت اظہار غم کیا ۔ ورنہ ان کے حالات بہت طویل نظم کے متقاضی ہیں ۔ وہ خوش نصیب تھیں کہ آپ کے ہاتھوں مٹی لے کر آغوش تربت میں محو خواب راحت ہیں ۔ ہمارے عقائد راسخ کے بموجب وہ جنت الفردوس میں جا پہنچیں ۔ کیونکہ مقبرہ بہشتی میں ان کو جگہ مل گئی ۔ جہاں بجز جنتیوں کے کسی کو ٹھکانا نصیب نہیں ہوتا ۔ اللہ تعالےٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ لاکھ کسی کی وصیت ہو مگر شرائط تقوےٰ نہ ہونے کے سبب سے وہاں تک میت پہنچ نہیں سکتی

دعاگو :- ذوالفقار علی خاں

مرثیہ

از جناب خان ذوالفقار علی خانصاحب گوہر

سن لیا تو نے کسی سے گوہر ناشاد کیا ۔
تجھ پہ یہ عالم غم و اندوہ کا کیوں چھا گیا ۔
کیوں ترے ہونٹوں پہ خشکی کیوں تری آنکھیں ہیں نم
کیوں ہے منہ اترا ہوا کیوں سانس ناہموار سا ۔
جنبش لب سے عیاں ہے صبر و غم کی کشمکش
ضبط غم سے نالہ ہائے غم ہیں کیوں زور آزما
لرزہ بر اندام کیوں ہے آہ آتش بار نے
سینۂ سوزاں میں تیرے سر اٹھا رکھا ہے کیا ۔
کچھ نہ پوچھو ہمنشینو میرے گریہ کا سبب
کیا بتاؤں تم کو میں کس رنج میں ہوں مبتلا ۔
میری منہ بولی بہن بیمار رہ کر ایک سال
چھوڑ کر گھر بار اپنا ہو گئی سب سے جدا ۔
میر قاسم صاحب فاروق کی بی بی تھیں وہ
داغ فرقت اس ضعیف العمر شوہر کو دیا ۔
موت سے یوں تو کسی کو بھی نہیں کوئی مفر
لیکن اس کی موت نے گھر کو تہ و بالا کیا ۔
انتظام خانہ داری میں تھیں بے مثل و نظیر
کیا کہوں کس درجہ تھی مہماں نواز و باوفا ۔
اس کی ہمدردی کی وسعت کا زمانہ کو ہے علم
خدمت مخلوق اس کی بے مثال و بے ریا ۔
ہیں مسلّم میر صاحب کی جو قومی خدمتیں
سچ تو یہ ہے ان میں بھی اک طرح ان کا ہاتھ تھا ۔
گھر کی فکروں سے رہا کرتے تھے فارغ رات دن
کچھ نہ تھا شام و سحر کا میر صاحب کو پتا ۔
شادی و غم سے تھے بے فکر ۔ اور نہ تھی اس کی خبر
دن کب آیا رات کیسے آئی ۔ گھر میں کیا ہوا ۔
ایسی بی بی سے جدائی اور ضعیفی میں یہ غم
یہ گرانباری یہ پیری اور ایسا ابتلاء ۔
صبر دے تو اے خدائے لایزال و لم یزل
میر صاحب کا ہو اس طوفان غم میں ناخدا
ان پہ ان کے گھر پہ رکھ تو سایۂ فضل و کرم
ان کے زخم دل کا مرہم اپنی رحمت کو بنا ۔
مرنے والی کو تری آغوش رحمت ہو نصیب
اور پس ماندوں کا تو ہر حال میں ہو رہنما ۔
تیری رحمت میر صاحب کے شریک حال ہو
دے وہ قوت خدمت قومی ہو پہلے سے سوا

بعض [illegible] مولوی سید محمد ہاشم صاحب بخاری آف ڈیرہ میلی [illegible] مشکلات کی وجہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ؛

بقلم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی

میرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ظہر کے بعد نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر ہی تشریف فرما ہو گئے۔ اور تمام نمازی بھی بیٹھے رہے۔ فرمایا مولوی لوگ کیونکر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم لوگ جب بھی نہ مانیں گے اگر خدا بھی آسمان سے آکر یہ کہے کہ یہ شخص میری ہی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ میں قرآن کریم میں جب یہ پڑھتا تھا کہ فلاں نبی کی قوم نے یہ کہا کہ کیا جب ہم مر کر مٹی میں مل جائیں گے۔ تو ہم کس طرح سے زندہ ہو جائیں گے۔ یہ سب باتیں تم اپنے پاس سے ہی بنا بنا کر لوگوں کو ڈراتے ہو۔ فرمایا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگ عرب میں بھی تھے۔ اور ایسے لوگ دنیا میں ہمیشہ سے ہی چلے آتے ہیں۔ ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی لوگوں نے یہ اعتراض کئے ہیں۔ تب ہی تو قرآن مجید میں ان کے اعتراضات کے جوابات اللہ تعالےٰ نے دیئے ہیں۔ مگر میں نے ان جوابوں میں جتنا غور کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان جوابوں میں کمال ہی شفقت سے اپنے بندوں کو سمجھایا ہے۔ تا بندوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا خالق ہمارا رب ہم پر کیسا محبت اور پیار رکھتا ہے۔ کیسا بابرکت اور پاک خدا ہے۔ اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے کیسے پاک انداز سے سمجھایا ہے۔ کہ تا میرے بندوں کے دلوں میں بھی میری خالقیت اور ربوبیت سے میری محبت دھنس جائے۔ اور اپنی اس پیدائش سے اس پیدائش کا یقین آجائے جو بعد الموت کے ہوگی۔ فرمایا اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا اِنَّہٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ۔

اس آیت میں سے اللہ تعالےٰ کی محبت ایسی جوش مارتی ہے۔ کہ اس پیارے پر تمام پیارے بھی قربان ہو جائیں تو تب بھی ہماری کوئی قربانی کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ انسان محدود العقل اور محدود طاقت رکھنے والا ہے۔ بھلا انسان ایسا کب بیان جواب دے سکتا ہے جو قرآن کریم نے دیا ہے۔ فرمایا تم سب کے سب اس خالق کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جس نے تمہاری یہ پیدائش کی ہے اور اس کا وعدہ حق ہے بے شک تم کو وہ پھر دوبارہ زندگی دے گا۔ تا وہ تمہیں تمہارے اچھے اعمال کا بھی بدلا دے۔ اور بُرے اعمال کا بھی بدلا دے اور فرمایا اس آیت کریمہ سے یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ یوم قیامت کو پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔ ورنہ یوں تو دنیا میں ہی جزا سزا ملنی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ جزا سزا کا سلسلہ دنیا میں ہی دینا شروع کر دیتا تو پھر یوم آخرت پر یقین کیسے آتا۔

پس دنیا میں جزا سزا اسی لئے جاری رکھا گیا ہے کہ تا اس آخری دن کا یقین میرے بندوں کو ہوتا رہے اور اعمال حسنہ میں میرے بندے ترقی کرتے رہیں۔ اور بُرے اعمال سے بچتے رہیں۔ اور اس زندگی سے دل نہ لگائیں۔ کیونکہ یہ زندگی تو اسی لئے دی گئی ہے کہ لوگ اچھے اور بُرے میں تمیز کر کے اچھے ہی اعمال بجا لائیں۔ اور اپنے خالق کی مرضیات کو حاصل کر لیں اللہ اللہ یہ تقریر ایسی ہو رہی تھی کہ دنیا کی تمام لذّات بھی قربان کر کے ایسی لذّت نصیب نہیں ہوتی اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا جانے اور کیا کیا فرمانا تھا۔ مگر افسوس کہ ایک دوست بول پڑے اور یہ دل ربا تقریر ختم ہو گئی۔ اور آپؑ اندر تشریف لے گئے۔

مغرب کے بعد پھر آپ شہ نشین پر تشریف فرما ہوئے اور سلسلہ کلام بھی شروع ہوا۔ حضرت خلیفہ اولؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مولوی صاحب اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے لہو ولعب ہی قرار دیا ہے۔ تا میرے بندے اس دنیا سے دل برداشتہ رہیں۔ اور اس سے دل نہ لگائیں۔ کیونکہ یہ رہنے کی جا نہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسی دنیا کو اس آنے والی ساعت کا یقین دلانے کا ذریعہ قرار دے کر یہ بھی تعلیم دی ہے۔ کہ اسی خالق حقیقی کی عبادت کرو۔ جس نے تمہاری اور تمہارے پہلوں کی پیدائش کی ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

اے میرے بندو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہارے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے۔ پھر متوجہ ہوا آسمانوں کی طرف۔ اور ٹھیک ٹھاک کیا۔ اور وہ ہر شے کا علیم ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو اس آیت کریمہ میں کتنے اخلاق سے اپنی عبادت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور ان کو ان کی پیدائش کی مشکلات کی طرف توجہ دلائی۔ پھر جو ان کی ربوبیت کے سامان زمین میں ہیں ان کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پھر فرمایا آسمانوں کی طرف توجہ دلا کر متوجہ کیا۔ کہ آسمانوں میں بھی ہم نے تمہاری ربوبیت کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اور وہ تمام چیزوں کا جاننے والا ہے۔ ان تمام زمینی اور سماوی اجسام کی طرف توجہ دلا کر اپنے عظیم الشان احسان کا ذکر فرما کر اپنی صفت ربوبیت اور صفتِ خالقیت کا ذکر فرمایا اور یہ بتلایا کہ ہم نے جب تمہاری اس زندگی کے لئے ایسے سامان بنائے تو کیا ہم نے تمہاری روحانی زندگی کے لئے بھی ضروری ہے کہ تم اپنے اس رب کی اطاعت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔ اور عبادت کے بغیر روحانی زندگی نہیں مل سکتی۔

پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ عبادت الٰہی کی طرف بہت ہی متوجہ رہے۔ اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہا کرے۔ کہ آج ہم نے کونسا بُرا کام چھوڑا۔ اور کون سا اچھا کام کیا۔ اور استغفار میں بہت ہی ترقی کرنی چاہیئے۔ تا اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہو۔ اور تمام قسم کی قلبی کثافتیں دھو ڈالی جائیں۔ اللہ تعالےٰ کے بندوں کے وجود بھی اللہ تعالےٰ کے غضب کو دھیما کرنے والے اور روکنے کا موجب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ جلشانہٗ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

کہہ اے رسول جب تک تو ان میں ہے ہم ان پر کوئی عذاب نازل نہیں کرتے۔ پس ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ استغفار بہت ہی کرتے رہا کریں۔ اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں تا اللہ تعالےٰ کی رضا تم کو حاصل ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ نوافل بھی اللہ تعالےٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ ہماری جماعت ان تمام احکام کا خیال رکھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی کئے۔ اور اپنے

پاک صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے کرائے۔ اور آپ نے اپنے صحابہؓ کو کرتے دیکھا۔ پس ہر نماز کے بعد تسبیح و تحلیل کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔ اور درود شریف بہت ہی پڑھتے رہا کریں۔ کیونکہ درود شریف سے رحمت الٰہی کا خاص طور سے نزول ہوتا ہے۔ اور ذوق الٰہی میں زیادتی ہوتی ہے۔ جس سے خشیت اللہ سے قلب میں شگفتگی پیدا ہوتی ہے کہ اس ذات اقدس کی محبت میں ترقی ہوتی ہے۔ اور تقوےٰ نصیب ہوتا ہے۔ اور جب تک تقویٰ نہ ہو انسان کسی بھی بھلائی کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور وہی ذکر مقبول ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ ورنہ اور کوئی ذکر مقبول نہیں ہو سکتا۔ پس تمہارے ذکر فکر میں وہی ورد ہونے چاہئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور آپ نے کئے۔ انہیں وردوں سے تم قرب الٰہی کی راہوں کو پا سکتے ہو۔ اور سب عبث اور بے فائدہ ہیں۔ بعض وظیفے آنحضرت صلی اللہ نے کئے ہیں مگر لوگ ان کو بہت ہی کم کرتے ہیں۔

دیکھو ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھنا اتنا عظیم الشان ورد ہے کہ اگر اس ورد کو انسان محبت بھرے قلب سے کرے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا خزانہ حاصل کر سکتا ہے کیونکہ جب یہ کہتا ہے سبحان اللہ تو اللہ تعالےٰ بھی کہتا ہے۔ ہاں بندہ میں پاک ہی ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ۔ تو اللہ تعالےٰ بھی فرماتا ہے۔ بندہ میں ہی حمد کے لائق ہوں۔ اور تمام خوبیوں کا سرچشمہ میں ہی ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے۔ اللہ اکبر تو اللہ تعالےٰ بھی فرماتا ہے۔ ہاں بندہ میں ہی بڑا ہوں تو سچ کہتا ہے۔ میں ہی تمام بڑائیوں اور علوِ شان والا والا ہوں۔ تو ایسے ذکر کرنے والے کے قلب میں اس واحد یگانہ کی محبت کا پرتوہ پڑتا ہے۔ کہ اس کے قلب پر اس کا رعب اور اس کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ پس ہر ذکر کو جب کرو تو اس کی محبت سے ہی کرو۔ اور سوچ سمجھ کر کرو۔ اور اس وقت تک کرو جب تک تمہارے قلب میں اللہ تعالےٰ کی محبت کا جوش ہو۔ گنتی شمار سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ذکر وہی ہے جو محبت الٰہی سے کیا جائے۔ اور جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز سے امت مرحومہ یاد الٰہی میں لگی رہی۔ اس وقت تک بڑے بڑے جلیل القدر اور ایسے ایسے راستباز بندے پیدا ہوتے رہے کہ ان کی قبروں سے اللہ تعالےٰ کی محبت کی خوشبو آتی ہے۔ اور ان راستبازوں نے اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں۔ اور انہوں نے اپنے وقت کو رائیگان نہیں جانے دیا تھا۔ وہ اللہ تعالےٰ کی محبت میں ایسے کھوئے گئے تھے۔ کہ ان کے اندر سوائے خدا کی محبت کی چنگاری کے اور کچھ نہ تھا۔

دیکھو! حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمت نے کس طرح سے اسلام کے درخت کو سینچا تھا۔ کہ گھر گھر میں اسلام کے نور کو پھیلا کر چمکایا تھا۔

پس میں اپنی جماعت کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ نماز کو نماز سمجھ کر پڑھا کریں۔ یہی تمام ذکروں کی جامع ہے سب ہی ذکر اس میں پنہاں ہیں۔ تمہاری نمازوں میں ایسا گداز ہو کہ آسمان پر بھی تمہارے گداز کا اثر پہنچے یہانتک کہ فرشتے بھی جوش میں آکر تمہاری مدد کریں۔ تب تمہارے کام میں برکت ہوگی۔

پس تمہاری نمازیں دعاؤں سے بھرپور ہونی چاہئیں۔ کہ اے اللہ ہماری مدد فرما۔ اور ہمارے کام میں ایسی برکت ڈال کہ ہم ساری ہی دنیا کو اسلام کے نور سے منور کر دیں۔ کوئی شہر ایسا نہ ہو۔ کوئی آبادی ایسی نہ رہے۔ جہاں اسلام کا نور نہ ہو۔ کیونکہ اب میں اسی لئے بھیجا گیا ہوں۔ کہ اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ دکھاؤں۔ یہ دن خدا کے دن ہیں ان میں غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔ ہماری جماعت دور دراز سمندروں پار نکل جائے اور اسلام کی اشاعت کرے۔ اور دنیا کو اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ دکھائے۔

اے میری جماعت کے لوگو اٹھو اور خدا کی مدد اور نصرت کے ذریعہ اس کی مخفی ذات کو ظاہر کرو کہ وہ خدا کی قدوس ذات ہے۔ پس اس کا چہرہ لوگوں کو دکھاؤ۔ کہ وہ تمہارا قادر خدا ہے۔ جب تم اس ذات کے لئے نکل کھڑے ہوگے۔ تو وہ بھی تمہارے لئے اپنی قدرتوں کو ظاہر کرے گا۔ اور ایسی ایسی راہوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ کہ تم حیران رہ جاؤ گے کہ یہ کیا ہو گیا۔ لوگ ہزار بک بک کریں تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اس میں بھی شک نہیں۔ لوگ تمہیں فنا کرنے کی کوشش کریں گے مگر تمہاری فنا بھی اللہ تعالےٰ کی فتح میں پوشیدہ ہوگی۔

پس تم وہ بیج ہو جو آسمان سے بھیجا ہوا بیج ہے۔ یہ تو ثمردار درخت ہیں۔ یہ نیست و نابود نہیں کئے جا سکتے۔ پس تم اپنے ارادوں میں پکے ہو جاؤ تمہارے کام خود خدا تعالےٰ ہی کرے گا۔ تمہارا تو اشارہ ہی ہوگا۔ کام تو خود اللہ تعالےٰ نے ہی کرنا ہے۔ تم تو لہو لگا شہیدوں میں داخل ہو جاؤ۔ تم اپنی جانوں کو۔ اپنی اولادوں کو۔ اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں لگا دو۔ تمہارا کیا ہے سب کچھ خدا کا ہی ہے۔ پس اسی کی طرف واپس کر دو اور اس کی راہ میں قربان ہو جاؤ۔

اللہ اللہ یہ تقریر ایسی پاک تقریر تھی کہ اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ زندگی کچھ بھی چیز نہیں۔ پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور یہ رات بابرکت رات تھی۔ کہ ہماری ساری رات ہی محبت الٰہی میں گذری۔ ہر شخص کا دل ایک نئی زندگی محسوس کرتا تھا۔ میں اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اپنے الفاظ میں میں نے آپ کی تقریر کے مفہوم کو ادا کر کے جہاں تک مجھے یاد آیا قلم بند کیا۔ اللہ تعالےٰ برکت ڈالے۔ کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو آپ کی تقریر کے موافق خدمت اسلام میں لگے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی آواز سن کر اللہ تعالےٰ کے دین اسلام کو پھیلا رہے ہیں۔

میرے دوستو! میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو یاد کر کے قلم کے حوالہ کرتا رہوں۔ اور اب میں بفضل تعالےٰ اسی دھن میں لگا رہتا ہوں کہ اپنے پیارے آقا کے کلمات طیبات یاد کرتا رہوں اور یہ ایسا کام ہے کہ اب میری لذت بس اور کوئی چیز ایسی لذیذ نہیں رہی جسے میں کروں۔

پس میری لذت اب اسی میں ہے کہ اپنے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو یاد ہی کرتا رہوں۔ میرے ساتھی جو ہیں اللہ تعالےٰ ان کی زندگیوں میں برکت دے۔ اور ان کے کاموں میں وہ برکت ڈالے۔ اور تمہارے لئے دعا کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں میں ایسی برکت ڈالے کہ تم بھی حیران ہی ہو جایا کرو۔ کہ یہ کام کس نے کر دیا۔

اے اللہ ہمارے تمام مجاہدین اسلام کو برکت دے۔ اور ان کے کاموں میں وہ برکت ڈال دے کہ تیرے بندوں کو تیرے عجیب کاموں کو دیکھ کر تیری قدرتوں پہ ایمان پیدا ہو۔ اور اپنے آپ کو تیری گود میں یقین کریں۔ اور ہمارے مجاہدین میں وہ طاقت اور قوت پیدا کر کہ جو تمام نفسانی لغزشوں پہ فتح پا جاویں۔ اگر تقوےٰ ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر تقوےٰ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اے اللہ میرے سب مجاہدین اسلام دوستوں کو تقوےٰ جیسی دولت سے مالا مال فرما۔ اے میرے پیارے اللہ تو آپ ہی اپنی مہربانی سے ہمیں تقویٰ سے ایسا مالا مال فرما۔ کہ دنیا ہمیں ہیچ نظر آجائے۔ اور ہم تیری ہی محبت میں کھوئے جائیں۔ آمین

نظارت بیت المال کے اعلانات

تحریک قرضہ ایک لاکھ

مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء کے دوسرے اجلاس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ ایک لاکھ روپیہ مخلصین جماعت سے بطور قرضہ حسنہ جمع کیا جائے۔ جو پانچ سال میں واپس دیا جائے گا۔ لیکن جو دوست اس قدر لمبے عرصہ کے لئے قرض نہ دے سکتے ہوں۔ وہ اس سے کم عرصہ کے لئے قرض دیں۔ مگر یہ عرصہ ایک سال سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔ (اس قرضہ میں ایک سو روپیہ اور اس سے اوپر کی رقمیں حتی الوسع پورے سینکڑوں میں قبول کی جاتی ہیں۔ اس طرح وہ زکوٰۃ سے مستثنےٰ ہوگا۔ جو دوست تنہا ایک سو دینے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ وہ کسی اور دوست کے ساتھ مل کر اس تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں)

ابھی تک جن احباب کی طرف سے اس مد میں روپیہ وصول ہوا ہے ان کے اسمائے گرامی اور رقوم شکریہ کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

نمبر	نام	رقم	
۱	ملک محمد شفیع صاحب نوشہرہ چھاؤنی	۱۰۰	روپیہ
۲	بابو عبد العزیز صاحب پنشنر قادیان	۵۰۰۰	"
۳	اہلیہ صاحبہ چوہدری علی اکبر صاحب چکوال	۴۰۰	"
۴	ملک نور خان صاحب قادیان	۱۰۰	"
۵	حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب قادیان	۳۰۰۰	"
۶	سردار بشیر احمد صاحب کھالڑا	۱۰۰	"
۷	راجہ غلام محمد صاحب ملوٹ	۱۰۰	"
۸	اہلیہ صاحبہ ملک محمد شفیع صاحب نوشہرہ چھاؤنی۔	۲۰۰	"
۹	بابو شمس الدین صاحب لنڈی کوتل	۱۰۰	"
۱۰	میاں حیات محمد صاحب پشاور	۱۰۰ الم	"
۱۱	ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب صوبے دار ملتان	۱۰۰	"
۱۲	بابو محمد حسین صاحب فیروز پوری کوئٹہ	۵۰۰	"
۱۳	شیخ محمد حسین صاحب ملتان	۱۰۰	"
۱۴	ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنور	۱۰۰	"
۱۵	خواجہ محمد عثمان صاحب فیروز پور	۱۵۰۰	"
۱۶	ڈاکٹر صوبیدار محمد الدین صاحب بنوں	۱۰۰۰	"
۱۷	مولوی نور الحق صاحب حیدر آباد دکن	۱۵۰	"
۱۸	سید مصطفےٰ حسین صاحب "	۱۰۰	"
۱۹	چوہدری محمد شفیع صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان	۳۰۰	روپیہ
۲۰	نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدر آباد دکن	۱۰۰	"
۲۱	مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت سیٹھ محمد غوث صاحب۔	۱۰۰	"
۲۲	مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ " " "	۱۰۰	"
۲۳	مکرمہ امۃ الحی صاحبہ " " "	۲۰۰	"
۲۴	مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ " " "	۱۰۰	"
۲۵	خان بہادر غلام محمد صاحب پنشنر قادیان	۱۰۰۰	"
۲۶	ملک حسن محمد صاحب قادیان۔	۱۰۰	"
۲۷	اہلیہ صاحبہ ملک حسن محمد صاحب۔	۱۰۰	"
۲۸	خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب۔	۱۰۰۰	"
۲۹	مستری سلطان بخش صاحب کلر کہار	۱۰۰	"
۳۰	سید رشید احمد صاحب زابل	۶۵۰	"
۳۱	آنریبل نواب چوہدری محمد الدین صاحب جودھپور۔	۱۲۸۰۰	"
۳۲	قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے لاہور	۵۰۰	"
۳۳	بابو اکبر علی صاحب قادیان	۵۰۰	"
۳۴	پیر عبد الرحمٰن صاحب موضع مرزا	۱۵۰	
۳۵	چوہدری اللہ بخش صاحب نوشہرہ چھاؤنی	۲۳۰	"
۳۶	صوبے دار محمد عبد اللہ صاحب انڈین آرمی قادیان	۱۰۰	"
۳۷	ملک عبد الرحیم صاحب جھنگ مگھیانہ	۳۰۰	"
۳۸	بابو سراج الدین صاحب قادیان	۵۰۰	"
۳۹	ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب کوٹ سارنگ	۳۰۰	"
۴۰	بابو محمد سعید صاحب سرگودھا	۱۰۰	"
۴۱	شیخ عبد الغنی صاحب پشاور	۲۰۰۰	"
۴۲	بابو اعراف اللہ صاحب نوشہرہ چھاؤنی	۱۰۰	"
۴۳	خان ظفر الحق خانصاحب رہتک	۲۰۰	"
۴۴	چوہدری شاہ نواز صاحب سیالکوٹ شہر	۱۰۰	"
۴۵	مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری شاہ نواز صاحب۔	۱۰۰	"
۴۶	چوہدری محمود نواز صاحب پسر چوہدری شاہ نواز صاحب	۱۰۰	"

دوسرے دوستوں سے امید رکھی جاتی ہے کہ وہ حصہ لینے کے لئے قدم آگے بڑھائیں۔ تاکہ مطلوبہ رقم جلد پوری ہو کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعائیں۔ اور اللہ جلشانہ کی رضا حاصل ہو

امانت ذاتی

احباب کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا آپ کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں آپ اپنی ذاتی امانت کا حساب کھول سکتے ہیں۔ اور جو روپیہ اس طور پر جمع ہو وہ حسب ضرورت جس وقت بھی حساب دار چاہے واپس لے سکتا ہے۔ جو روپیہ احباب کے پاس بیاہ و شادی یا تعمیر مکان یا بچوں کی تعلیم یا اور کسی ایسی ہی غرض کے لئے جمع ہو۔ اس کو بجائے ڈاکخانہ یا دوسرے بینکوں میں رکھنے کے خزانہ انجمن میں جمع کرنا چاہیئے۔

ذاتی امانت کے قواعد دفتر بیت المال سے طلب کئے جائیں۔

تحریک قرضہ ساٹھ ہزار

الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مندرجہ بالا تحریک میں جو روپیہ قرض لیا گیا تھا۔ وہ کلیۃً ادا کیا جا چکا ہے اور اب کوئی رقم قابل ادا ہمارے ہاتھ میں نہیں رہی جن جن دوستوں نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرماوے۔ میں ان کے حق میں حتی الوسع دعا کرتا رہتا ہوں۔

واپسی قرضہ چالیس ہزار

احباب کرام کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ماہ مئی ۱۹۳۷ء میں بھی واپسی قرضہ کا قرعہ میاں حیات محمد صاحب پشاور کے نام ہی نکلا ہے۔ اور ایک ہزار روپیہ ان کو ادا کیا جا رہا ہے

اس کے علاوہ ماہ مئی میں ڈاکٹر فضل کریم صاحب پروین آباد۔ ڈاکٹر فیروز الدین صاحب عدن۔ اور حاجی بابو سراج الدین صاحب کو بھی کل پانچ سو روپیہ ادا کیا گیا ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

تحریک قرضہ ایک لاکھ

کیا آپ نے مندرجہ بالا تحریک میں حصہ لیا ہے؟ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الفضل مجریہ ۸ر دسمبر ۱۹۳۶ء اور ۱۳ر اپریل ۱۹۳۷ء اور الحکم مورخہ ۱۹۳۷ء ......

ریزرو فنڈ پچیس ۲۵ لاکھ

مجلس مشاورت منعقدہ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا تھا کہ انجمنیں اپنے اپنے ذمہ کچھ نہ کچھ رقم مقرر کرلیں۔ اور وہ اس قدر رقم ریزرو فنڈ میں جمع کرانے کی کوشش کریں گی۔ اس کی تعمیل میں میری تحریک مطبوعہ الفضل مجریہ ۸ر دسمبر ۱۹۳۶ء میں احباب سے وعدے طلب کئے گئے تھے۔ مگر اس کے جواب میں کم جماعتوں نے وعدے بھیجے ہیں۔ اور کوشش کی رفتار میں بھی سستی پیدا ہورہی ہے لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا کارکنان و نمائندگان جماعتہائے احمدیہ کو پھر توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ احباب جماعت سے مشورہ کرنے کے بعد ایک رقم اپنے ذمہ مقرر کرکے نظارت ہذا کو مطلع کریں۔ تا اُن سے موعودہ رقموں کی امید رکھی جائے۔

بینکوں کا سُود

چونکہ بعض لوگ اپنا روپیہ ڈاکخانہ کے سیونگ بنک اور دیگر بینکوں میں جمع کرواتے ہیں۔ اور ایسا کرنے کے عوض ان کو بینکوں سے سود دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اطلاع عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتوے کے مطابق احمدی احباب کے لئے ایسے سود کو اپنی ذات پر خرچ کرنا یا اپنے اعزا و اقارب کو یا رشتہ داروں۔ ہمسایوں یا مسکینوں کو دینا جائز نہیں ہے بلکہ بالکل حرام ہے البتہ ایسا روپیہ اشاعت دین اسلام کی مد میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از صفحہ ۱۸۶ تا صفحہ ۱۹۰۔ لہٰذا احباب کو چاہئے کہ اس قسم کے سود کو اشاعت اسلام پر خرچ کرنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں بھیجا کریں۔ تمام عہدہ داران کو چاہئے کہ اس فتویٰ کو نوٹ کرلیں۔ اور احباب جماعت کو اسکی طرف توجہ دلاتے رہا کریں۔

ناظر بیت المال قادیان

ایک لاکھ ۱۰۰۰۰۰

یہ کیا ہے؟

یہ مقدسہ وہ تعداد بتاتا ہے جس تعداد میں احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ آجتک تبلیغی ٹریکٹ شائع کرچکی ہے ایک لاکھ ٹریکٹوں کی اشاعت کے بعد اب ہم دوسرے لاکھ میں قدم رکھ رہے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ حال ہی میں احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ تین نئے ٹریکٹ شائع کئے ہیں۔ دو اردو اور ایک انگریزی ایک اردو ٹریکٹ موسومہ بہ "بشارت" عکسی بلاکس بنوا کر چھپوایا گیا ہے۔ جماعتوں کے سیکرٹریان تبلیغ سے درخواست ہے کہ وہ اس ٹریکٹ کا نمونہ ہم سے منگوالیں۔ اگر ان کو پسند آئے تو اپنی جماعت کی طرف سے ہم سے چھپوالیں۔ جماعت احمدیہ شملہ اور بعض دیگر جماعتوں نے اس تجویز کو بہت پسند کیا چونکہ ہم کافی خرچ کرکے بلاکس بنوا چکے ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جماعتیں ہمارے بلاکس سے فائدہ اٹھائیں۔ امید ہے کہ وہ ہمارے ٹریکٹوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔ ہمارے ٹریکٹوں میں سے بعض ٹریکٹ اس قدر پسند کئے گئے ہیں کہ ہمیں کئی کئی بار ہزاروں کی تعداد میں چھپوانے پڑے۔ جو غیر مسلم اور غیر احمدی احباب آپ کے زیر تبلیغ ہوں۔ ان کے پتوں سے ہمیں اطلاع دے دیجئے۔ ہم انشاءاللہ اپنے ٹریکٹ انہیں بھیجتے رہیں گے۔

غیر ممالک کے مبلغین کی خاطر ہم نے حال ہی میں انگریزی ٹریکٹ بھی شائع کیا ہے۔ جو ہم ان کی خدمت میں بھیج رہے ہیں۔ جن کو نہ ملے وہ ہمیں مطلع کریں۔ جماعتوں کے سکرٹریان تبلیغ ضرور نمونہ کے ٹریکٹ ہم سے منگوائیں۔ والسلام

عبدالوہاب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول
سکرٹری احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ قادیان

خواجہ حسن نظامی صاحب کا مکتوب عبدالوہاب عمر کے نام

آجکل ہی میں جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی یورپ تشریف لے جارہے ہیں۔ میں نے جناب خواجہ صاحب کو ایک خط لکھا جس میں میں نے خواجہ صاحب کو جماعت احمدیہ کی یورپ میں تبلیغی سرگرمیوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور ان سے درخواست کی کہ وہ غیر ممالک میں جہاں کہیں موقعہ ملے ہمارے مشنوں کو بھی دیکھیں۔ اور تاکید کی خاص طور پر لنڈن مسجد میں ضرور تشریف لے جائیں۔ میرے خط کے جواب میں جناب خواجہ صاحب کا ایک مکتوب موصول ہوا ہے جسے میں الحکم میں اشاعت کے لئے اس لئے بھیجتا ہوں کہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت حضرت خلیفہ اوّل رض کا بھی ذکر آگیا ہے۔

میں خواجہ صاحب سے مدت ہوئی شملہ میں ملا تھا فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مولوی صاحب کو بورئے پر بیٹھے ہوئے قرآن کا درس دیتے ہوئے دیکھا۔ اور میں سمجھا یہی حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اور مجھ پر ان کی سادگی کا بہت گہرا اثر ہوا۔

خواجہ صاحب نے اپنے عنایت نامے میں لکھا ہے کہ میں "عادل نقاد کی نظر سے آپ کی جماعت کے کام دیکھنا چاہتا ہوں" میرے خیال میں یہ بات بہت حد تک درست ہے۔ ایک دفعہ زمیندار وغیرہ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات کے متعلق ایک نازیبا اور غلط خبر شائع کی۔ زمیندار سے نقل کرکے خواجہ صاحب نے بھی اسے شائع کردیا۔ حضرت اقدس نے اپنے خطبہ میں اس خبر کی تردید کی۔ تو خواجہ صاحب نے غلط خبر کی اشاعت پر اظہار افسوس کیا۔ اور نمایاں رنگ میں اس کی تردید شائع کردی۔

ایک دفعہ خواجہ صاحب نے حضرت امیر المومنین کی قلمی تصویر شائع کی تھی۔ جس میں حضور کی بیحد تعریف کی۔ اور لکھا کہ گو آپ کی طبیعت گاہے گاہے علیل ہوجاتی ہے۔ مگر یہ علالت آپ کے کام میں کبھی حارج نہیں ہوئی۔

اسی طرح آنریبل چوہدری ظفراللہ خانصاحب کے متعلق احرار کے پروپیگنڈے کی آپ نے زبردست تردید کی۔ اور لکھا کہ چوہدری ظفراللہ خاں فراخ پیشانی۔ فراخ عقل اور فراخ حوصلہ رکھتے ہیں۔ مختصر بولتے ہیں مگر کام کی بات کہتے ہیں۔ اور لکھا کہ ظفراللہ خاں کی ذات انسانی عیوب سے پاک ہے۔

جناب خواجہ صاحب نے اپنے مکتوب میں "ڈیا کرہ یا تقریر" کا ذکر کیا ہے اس کا قصہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے دہلی ریڈیو سٹیشن سے ہندی میں "مہا دیو" یعنی حضرت رسول پاک کے متعلق ہندی میں ایک تقریر کی تھی۔ میں نے اس روز اپنا ریڈیو سٹ اپنے چوبارہ پر رکھ دیا۔ اور سب محلہ والوں نے خواجہ صاحب کی تقریر سن لی۔ اسی کے متعلق خواجہ صاحب نے لکھا ہے "یہ ہوٹوں نکلی۔ کوٹھوں چڑھی"۔

جناب خواجہ صاحب درگاہ حضرت

بقیہ مضمون صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت مخدوم محمد صدیق صاحب مرحوم بھیروی رضی اللہ عنہ

تعارف

حضرت مخدوم محمد صدیق صاحب مرحوم ومغفور ان سابقون الاولون میں سے تھے۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ اصحاب میں سے ہونے کا شرف حاصل تھا۔ نیز مرحوم علامۃ الدہر حضرت نور الدین اعظم خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر انسان کے خاص الخاص بلکہ عاشق اور ایک ذہین وفہیم شاگرد تھے۔ آپ اپنے علاقہ میں باحیثیت اور معزز زمیندار تھے۔ اور ایک قدیم بزرگ خاندان مخدومان سے تعلق رکھتے تھے۔ جو بلحاظ دینداری وتقویٰ مشہور چلا آتا۔ اور صاحب کمال میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور کئی پشتوں سے لوگ ان کے مرید چلے آتے ہیں۔ اور ان کو اپنا پیر مان کر ان کی خدمت کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ غیر احمدی حضرت مخدوم صاحب مرحوم سے ان کے احمدی ہو جانے کے بعد حسن عقیدت رکھتے۔ اور آپ کے خاندانی لحاظ اور ذاتی خوبیوں کی وجہ سے آپ کو ایک ممتاز ہستی سمجھتے تھے۔

ابتدائی خاندانی حالات

آپ کے بزرگ ابتدائی ایام اسلام میں تبلیغ اسلام کی غرض سے عرب سے چل کر بصرہ آئے ایک مدت تک اس علاقہ میں خدمات اسلام سرانجام دیں۔ اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے فیض روحانی حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اور خدمت دین کی غرض سے ہندوستان کا قصد کیا۔ اور ملتان کے قریب بمقام کوٹ کہروڑ قیام پذیر ہوئے۔ پھر غوث وقت حضرت بہاء الحق صاحب زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عرصہ رہ کر فیض روحانی حاصل کیا۔ اور اپنے مرشد کی ایسی جانثاری اور فداکاری سے خدمت بجا لائے۔ کہ انہوں نے خوش ہو کر فرمایا۔ آج کے بعد آپ خدمت کرنے کی بجائے خدمت کرانے کے لائق ہو گئے۔ آئندہ لوگ آپ کی خدمت کریں گے۔ پس حضرت غوث صاحب نے ان کو لقب مخدوم عطا فرما کر روحانی فیض پہونچانے کے لئے بھیرہ اور اس کے مضافات کے علاقہ میں بھیجا۔ چنانچہ اس وقت سے حضرت مخدوم صاحب مرحوم کا خاندان مخدوم کہلاتا چلا آتا ہے۔ آپ کے خاندان میں بہت سے بزرگ گزرے ہیں۔ اور آپ خود بھی انہی میں سے ایک تھے۔

دینی علم

آپ چونکہ ایک مذہبی خاندان سے تھے اس لئے بچپن میں ہی آپ کو دینی علم سیکھنے میں لگایا گیا۔ آپ نے اپنے علاقہ کے عالموں سے۔ عربی۔ صرف ونحو ومروجہ علوم قدیمہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد صاحب نے گھر میں ایک عالم رکھ کر آپ کے واسطے علم سے مزید بہرور ہونے کا انتظام فرمایا۔ جب آپ بڑے ہوئے تو علوم کی ترقی کے لئے اور خاص کر قرآن شریف کے لطیف نکات حقائق ومعارف سیکھنے کے لئے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی صحبت وشاگردی کا فخر حاصل کیا۔ اور ایک مدت تک حضور کے زمانہ قادیان سے پہلے اور زمانہ قادیان میں آپ کی خدمت میں رہ کر آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ ترقی علم اور فیض روحانی کے حاصل کرنے کی خاطر اکثر قادیان جایا کرتے۔ اور کافی عرصہ وہاں قیام فرمایا کرتے۔ آپ کو قرآن شریف کے ترجمہ اور تفسیر وکتب احادیث اور فقہ پر کافی عبور تھا۔ اور دور حاضرہ کے سلطان القلم کی تصانیف لطیفہ سے بھی حصہ وافر ملا تھا۔ قرآن کریم سے مرحوم کو ایک گونہ عشق تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے معارف قرآن شریف پڑھ کر وجد میں آجاتے تھے۔ مشکل سے مشکل مسائل کو حل کرنے کی قابلیت اپنے استاد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے ورثہ میں آپ کو ملی تھی۔

قبول احمدیت

بظاہر حالات یہ ممکن نہ تھا کہ مرحوم رضی اللہ عنہ ایک خاندانی پیر ہونے کی وجہ سے اپنی وجاہت اور عزت کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی غلامی اختیار کرتے۔ لیکن چونکہ آپ کے دل میں بچپن سے ہی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی اتباع کا شوق موجود تھا۔ اور پھر آپ کو مروجہ علوم دینی کی واقفیت کے علاوہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی صحبت اور شاگردی کا فیض حاصل تھا۔ نیز آپ کی فطرت میں صلاحیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور حق کے مقابلہ میں کسی کی پرواہ نہ کرنے کا مادہ بھی تھا۔ اس لئے اپنے استاد حضرت مولوی صاحب کی متابعت میں آپ پہلے اہل حدیث ہو گئے۔ اور تھوڑی سی مدت بعد جب احمدیت کا آفتاب قادیان سے طلوع ہوا۔ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے محبت کی خاطر حضرت مولوی صاحب موصوف کی پیروی کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا ہی وہ مبارک لوگ تھے جنہوں نے آسمانی آواز کو سن کر اس پر لبیک کہا۔ اور خدا تعالےٰ کے برگزیدہ کی صحبت میں رہ کر روحانی من وسلویٰ تناول کیا۔ اور آب حیات پیا۔ یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جو ابدی زندگی کے وارث ہوئے۔ اس جگہ یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہو گا کہ اللہ تعالےٰ نے نہ صرف مخدوم صاحب مرحوم کو ہی اس نعمت عظمےٰ سے متمتع فرمایا۔ بلکہ اس علاقہ میں احمدیت کی تخم ریزی اور ترقی کا آپ کو بہت حد تک ذریعہ بنایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے مرحوم کو اس قدر عشق تھا۔ کہ حضور کی معصوم ذات پر مخالفین کا کسی قسم کا اعتراض سننا گوارا نہ کرتے تھے جو لوگ مرحوم کو جانتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ ایسے مواقع پر جب کہ کوئی مخالف حضرت اقدس کی شان میں کسی قسم کے گستاخانہ کلمات استعمال کرتا تو مرحوم کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ مگر آپ ایسے لوگوں کے مقابلہ میں ہمیشہ اپنے آقا کی اس تعلیم پر عمل کرتے ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

ایک دفعہ آپ کا کچھ مالی نقصان ہو گیا۔ اس پر ایک شخص نے آپ کو طنزاً کہہ دیا کہ آپ کا یہ نقصان آپ کے احمدی ہونے کی وجہ سے ہوا۔ اگر آپ مرزا صاحب کی بیعت نہ کرتے تو یہ مصیبت پیش نہ آتی۔ اس کے جواب میں مرحوم رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اپنے لطیف انداز میں نرمی کے ساتھ جو کچھ فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے۔ دیکھو دنیا آفات ومشکلات کا گھر اور دار الفنا ہے۔ بڑے بڑے اولیاء اور صلحا .... حتیٰ کہ انبیاء مصائب وابتلا سے بچ نہ سکے۔ دنیا میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کا امتحان لیا کرتا ہے۔ یہ مالی نقصان تو کیا چیز ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب میری جان بھی مانگیں تو میں آپ پر نثار کر دوں

غرض مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نورانی شمع کے ایک پروانے تھے۔ جو اس پر جل مرنے کو عین زندگی اور اس سے جدا ہونے کو اپنے لئے موت تصور کرتے تھے

مرحوم کے خصائل حسنہ

حضرت مخدوم صاحب مرحوم کی طبیعت میں حلم۔ عفو۔ رحم۔ عاجزی وانکساری۔ سادگی۔ شرافت وبردباری۔ فراخ دلی اور حیا بہت تھا۔ آپ نہایت

نہایت خاموش طبیعت تھے۔ گوشہ نشینی کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ سخاوت کا مادہ طبیعت میں بہت تھا لوگوں سے یہانتک کہ دشمنوں سے بھی ہمیشہ نیک سلوک کرتے۔ کسی قسم کے سوال کو ہمیشہ ناپسند فرماتے تھے۔ راستی میں اسم بامسمٰی تھے۔ یہانتک کہ علاقہ میں مرحوم کی اس صفت کا خاص شہرہ تھا۔ اور غیر احمدی بھی آپ کی اس صفت کے قائل تھے۔ مخلوق کی ہمدردی کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔ اور فرماتے کہ رحم کرو۔ تا رحم کئے جاؤ۔ دین کے مقابلہ میں لوگوں کی ملامت کا خوف یا ان کے بُرا بھلا کہنے کی پروا نہ کرتے تھے۔ رسم و رواج کے سخت مخالف تھے۔ اپنی اولاد کی شادیاں حتی المقدور سنت کے مطابق اور رسم و رواج سے مُبرّا کیں۔ آپ اپنے علاقہ میں سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے حق کی خاطر لوگوں کی پروا نہ کرنے اور رسوم کے توڑنے کی مثال قائم کی۔

آپ کے طرزِ بیان۔ عام گفتگو۔ لباس۔ کھانے پینے میں ہمیشہ سادگی ہوتی تھی۔ غرض آپ کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا۔ سونا جاگنا بالکل اس فرمانِ الٰہی کے مطابق تھا کہ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

مرحوم کا طرزِ بیان دبیا دارانہ نہ تھا۔ بلکہ اپنے مافی الضمیر کو صاف بیان فرمایا کرتے تھے۔ مگر نہ اسطرح کہ کسی کا دل دُکھے۔ سنت نبوی کے مطابق گھر کے کاموں میں مدد دیا کرتے۔ اور گھر میں شریعت کے مسائل حسب موقع بیان کیا کرتے۔ تہجد پڑھا کرتے اور نماز پنجگانہ کو اس کے اول وقت پر ادا کرنے کا شوق رکھتے تھے۔ اپنی بات منوانے کے لئے بہت اصرار نہ کرتے تھے۔ بلکہ اگر دوسرا آدمی آپ کی بات نہ مانتا۔ اور از روئے شریعت کوئی حرج بھی نہ ہوتا تو خود اس کی بات مان لیتے۔ خواہ دنیاوی کچھ نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے مزارعان اور خدمت گاران سے نیک سلوک کرتے۔ اور ان پر کسی قسم کا تشدد نہ فرماتے۔ لوگوں کو ہمیشہ نیکی کی تعلیم دیتے۔ اور تقوےٰ کو بہت مدنظر رکھتے۔ ایک دفعہ آپ نے درزی سے کرتہ سلایا جب وہ کرتہ پہن کر نماز ادا کی تو نماز میں آپ کو لذت حاصل نہ ہوئی۔ اور آپ نے محسوس کیا کہ اس میں کچھ نقص ہے۔ درزی سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ صرف گلے کی پٹی کے لئے کپڑا کم تھا۔ اور اس نے کسی اور کا بچا ہوا تھوڑا سا ٹکڑا کرتہ کو لگا دیا ہے۔ تو مرحوم نے وہ کرتہ پھر نہ پہنا۔ کیونکہ اس میں غیر کا حق تھا۔ اور وہ کرتہ کسی غریب کو دے دیا۔ آپ ہمیشہ حلال اور طیب روزی پسند فرماتے۔ آپ ایک نہایت سنجیدہ اور متین مذاق کے آدمی تھے۔ وقار کے خلاف اور خوشامد کی باتوں کو نہایت ناپسند فرماتے تھے۔ ہنس کر فرمایا کرتے کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے شیعوں اور بت پرستوں کے گھر پیدا نہیں کیا۔ ورنہ مجھے پیٹنا پڑتا یا بتوں کی تعظیم کرنی پڑتی اور مجھے اس طرح بہت تکلیف ہوتی۔ کیونکہ یہ دونو کام فطرتاً مجھے سخت ناپسند ہیں۔

الغرض مرحوم اپنے علاقہ میں ایک عدیم المثال انسان تھے۔ اور نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی آپ کے اخلاقِ فاضلہ کے مداح ہیں۔

اپنے بیٹے کو وصیت

مرحوم نے اپنی وفات سے قریباً ایک سال قبل اپنے بیٹے مخدوم محمد ایوب صاحب کو اپنے پاس بٹھا کر حسبِ ذیل وصیت لکھائی۔

میں اپنے بیٹے محمد ایوب کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کو واحد لاشریک اور قادر سمجھنا۔ اور ہمیشہ قادرِ مطلق سمجھ کر ہی اس سے دعائیں مانگنا۔ ہر حالت میں اسی پر بھروسہ رکھنا اور اسی کو کارساز سمجھنا۔ خدا تعالےٰ کے بغیر کسی چیز پر بھروسہ نہ کرنا۔ نہ اپنی جائیداد پر۔ نہ اپنی دولت پر۔ نہ کسی آدمی پر۔ نہ اپنے علم پر اور نہ اپنے کسب پر۔ نہ عقل پر۔ نہ کسی رشتہ دار پر۔ اور نہ اپنے کسی دوست پر بلکہ ہر حالت میں اسی سے مدد مانگنا۔ حتی الوسع مخلوق سے سوال نہ کرنا۔ بلکہ ہر ایک چیز اللہ تعالےٰ سے طلب کرنا۔ جہانتک ہو سکے مخلوق خدا پر رحم کرنا۔ یتیموں مسکینوں اور عاجزوں کی مدد کرنا۔ تکبر۔ غرور۔ شرک ریا۔ بغض۔ حسد۔ عداوت وغیرہ بد اخلاق سے بچنا۔ حتی الوسع کسی کو اپنا دشمن نہ بنانا بلکہ اپنے دوست بڑھانے کی کوشش کرنا۔ ہمیشہ غیظ و غضب سے بچنا۔ حلم۔ تواضع انکساری کو اپنا شعار بنانا۔ سخاوت کی طرف طبیعت کو مائل رکھنا۔ مگر فضول خرچی سے اجتناب رکھنا۔ باہمی بھائیوں سے اتفاق رکھنا۔ اگر دوسرے نہ بھی رکھیں تو تم حتی الوسع ان سے ضرور اتفاق رکھنا۔ موقع و محل کے مطابق عفو کام میں لانا۔ اور انتقام کو اس کے موقعہ پر استعمال کرنا مگر عفو کو زیادہ مدنظر رکھنا۔ تہجد پڑھنا۔ اور عبادت الٰہی بکثرت کرنا۔ عشا کی نماز کے بعد غیر ضروری کلام نہ کرنا۔ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔ اور حضرت رسول کریم خاتم النبیین سید المرسلین۔ شفیع المذنبین پر ان کے احسانات یاد کر کے بکثرت درود بھیجنا استغفار بہت کرنا۔ قرض کو زہرِ قاتل سمجھنا۔ قرآن شریف کا ترجمہ حضرت حافظ روشن علی صاحب سے ایک دفعہ ضرور پڑھنا۔ اور صحیح بخاری پڑھنے کی بھی کوشش کرنا اور حدیث شریف کا ترجمہ روزانہ پڑھنا۔ اپنے گھر میں روزانہ نماز کا حکم کرنا۔ اپنی زندگی میں ضرور کوئی کسب کرنا اور معقول کرنا۔ جب کبھی کسی مجلس میں بیٹھنا تو کلام بہت کم کرنا۔ کسی کو نصیحت کرنا تو حکمت سے کرنا تا دوسرے کو بُرا معلوم نہ ہو۔ اور ایسے موقعہ پر نصیحت نہ کرنا کہ اللہ تعالےٰ اور حضرت رسول کریمؐ کی بے قدری ہو۔ ہمیشہ آخرت کو یاد رکھنا۔ مسافران مسجد کو ہمیشہ لذیذ کھانا کھلانا اور اگر ہو سکے اور اللہ تعالےٰ توفیق دے تو لنگر جاری کرنا میرے لئے بہت بہت استغفار کرنا۔ اپنے خاندان کو دینی۔ علمی اور روحانی خاندان بنانے کی کوشش کرنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں میرے لئے استغفار کے لئے لکھتے رہنا۔ میری وفات پر زور سے نہ رونا۔ اور میرے بعد مروجہ رسم فاتحہ خوانی وغیرہ ہرگز نہ کرنا۔ بلکہ جہانتک ہو سکے میرے لئے استغفار کرنا۔ اشاعت و خدمت اسلام اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق کرتے رہنا۔ کسی قوم کے پیشوا کو بُرا نہ کہنا۔ اور نہ کسی قسم کی بے ادبی کرنا۔ ہر ایک سید کی تعظیم کرنا خواہ وہ کیسا ہی فضول کیوں نہ ہو۔ اس خیال سے کہ وہ حضرت رسول کریمؐ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ اپنا اور اپنے اہل و عیال کی حفظانِ صحت کا خیال رکھنا۔ اور کچھ ادویات حفظِ ماتقدم کے طور پر استعمال کرتے رہنا۔ چکنی چیزوں کے اوپر سے دودھ دہی نہ کھانا۔ اگر کبھی ہضم ہو جائیں تو اس پر دلیری نہ کرنا۔ حتی الوسع دودھ پہلے پینا۔ ہو سکے تو دو تین لقمہ کی بھوک رکھنا۔ ہر کام دائیں ہاتھ سے شروع کرنا۔ حضرت رسول کریمؐ کی ہمیشہ اتباع کرنا۔ اور بلا ضرورت یورپ کی تقلید نہ کرنا۔ رات کو سوتے وقت روزانہ کم از کم دس بار استغفار ضرور پڑھ لینا۔"

وفات

مرحوم ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد موضع کوٹ احمدی والا نزد میانی (جہاں کہ آپ جدی جائیداد ہونے کی وجہ سے عارضی رہائش رکھتے تھے) بروز جمعرات ۲۳ فروری ۱۹۲۸ء مطابق یکم رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ بعد از نماز فجر بوقت اشراق کلمہ طیبہ باآواز بلند پڑھ کر اور اپنے آپ کو خود قبلہ رُخ کر کے اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے ساتھ جو لوگوں کو حسنِ عقیدت تھی۔ اس کا اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ علاوہ جماعت احمدیہ کے غیر احمدیوں نے بھی ایک کثیر مجمع کے ساتھ مرحوم کا جنازہ پڑھا۔ اور فرطِ محبت کی وجہ سے آپ کے احسانات کو یاد کر کے آنکھوں سے آنسو بہا کر عقیدت کے پھول مرحوم پر نچھاور کئے۔ اور وہ محسوس کرتے تھے ......
.... آج ہم ایک محسن اور مربی خیرخواہ سے محروم ہو گئے۔ مرحوم کی وفات سے دو تین روز پہلے مولوی فخر الدین صاحب پنشنر قادیان متوطن گھوگھیاٹ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنازہ نکلا ہے۔ اور تمام راستہ ان کے گاؤں گھوگھیاٹ سے لے کر میانی تک لوگوں سے پُر ہے۔ اس کے بعد ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبہ جمعہ میں اعلان جنازہ کے ذریعہ آپ کی وفات کا علم ہوا۔ اور اسطرح ان کا یہ خواب پورا ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی مرحوم پر نوازشات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی مرحوم کو بوجہ اس تعلق جو حضرت خلیفہ اول رضؓ کو مرحوم سے تھا۔ آپ پر خاص نظر عنایت رکھتے۔ اور آپ کی قدر فرمایا کرتے تھے۔ اور پھر آپ کی وجہ سے آپ کی اولاد بلکہ سارے خاندان پر خاص مہربانی کی نظر رکھتے ہیں جماعت احمدیہ میں جب امارت کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو مرحوم کو حضور نے بھیرہ کا پہلا امیر مقرر فرمایا۔ اور تادم حیات مرحوم کو امیر مقرر فرمائے رکھا۔ مرحوم کی وفات پر جب حضور کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی۔ تو آپ نے نہایت رنج اور افسوس کا اظہار فرمایا۔ اور ازراہ شفقت رمضان المبارک کے پہلے جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد مرحوم کا جنازہ پڑھایا۔ اور جمعہ کے دوسرے خطبہ میں مرحوم کے متعلق حسب ذیل الفاظ فرمائے "میں ایک جنازہ مخدوم محمد صدیق صاحب کا پڑھاؤں گا۔ مخدوم صاحب مرحوم حضرت خلیفہ اول رضؓ کے شاگردوں میں سے تھے۔ نہایت خاموش طبیعت اور مخلص احمدی تھے۔ اپنے علاقہ میں بہت ذی عزت اور صاحب وجاہت تھے۔ بھیرہ اور اس کے علاقہ کی جماعت کے امیر تھے۔ انہوں نے گذشتہ چودہ پندرہ سالوں میں احمدیت میں اچھی ترقی کر لی تھی"

مرحوم کی یادگار

مرحوم کے بعد آپ کے ایک اکلوتے فرزند رشید مخدوم محمد ایوب صاحب بی۔ اے ہیں۔ جو خدا کے فضل سے صحیح معنوں میں آپ کے جانشین اور یادگار ہیں۔ بفضلہ تعالےٰ آپ اپنے دل میں احمدیت کے لئے ایک گونہ محبت اور جوش رکھتے ہیں (جماعت احمدیہ بھیرہ نے ازراہ اخلاص ان کے والد صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ان کو اپنا امیر منتخب کیا۔ اور ان سے جماعت کے لوگ محبت وعقیدت رکھتے ہیں) احباب کرام کو جہاں مرحوم کے ترقی درجات کے لئے دعا فرماویں۔ وہاں مرحوم کے خلف موصوف کے لئے بھی درد دل سے دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو خدمت دین اور خدمت مخلوق کی بیش از بیش توفیق دے۔ اور اس دنیا اور آخرت میں اپنا قرب نصیب کرے۔ اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلاوے

دعا

آخیر میں دعا ہے کہ خدائے رحیم وکریم اپنی رحمت اور بخشش کی چادر میں مرحوم کو ڈھانپ لے۔ اور رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور رضوا عنہ کا مرحوم کو مصداق بنائے۔ اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اپنا قرب عطا فرما کر اپنے محبین اور محبوبین کے ساتھ اعلےٰ درجات نصیب فرمائے۔ اور مرحوم کے پسماندگان کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاوے۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم ہمیشہ ان کے شامل حال رہے ؎

اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

خاکسار: نذیر احمد آف میانی

شرح درثمین فارسی

ازجناب قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی۔ اے سرحدی

گذشتہ سے پیوستہ

خوبئے او دامنِ دل میکشد
ہوکشانم میبرد زور آورے

اس کی خوبی میرے دل کے دامن کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ گویا ایک طاقتور ہستی مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ رہی ہے۔

محبت کا مقناطیسی اثر عاشق کو بے اختیار لے جاتا ہے۔ عاشق کو اس طاقت کے مقابلہ کی قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ غالب کا شعر ہے ؎

ہند زندانی تاثیر الفت ہائے خوباں ہو
خم دست نوازش ہو گیا ہے طوق گردن میں

دیدہ ام کوہست نورِ دیدہ ہا
ور اثر مہرش چو مہرے انورے

میں نے دیکھ لیا ہے کہ وہ آنکھوں کا نور ہے۔ اس کی مہربانی اثر کے لحاظ سے نورانی سورج کی مانند ہے

نور دیدہ سے مراد یہاں بصیرت ہے۔ یعنی آپ کی ذات سے انسان کو خدا کے متعلق معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور جس طرح سورج اپنی روشنی تمام دنیا کو دیتا ہے۔ اس طرح آپ کا روحانی فیض بھی تمام دنیا کو پہنچتا ہے۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت تمام دنیا کے لئے ہے۔

مہر (مہربانی) کے مقابلہ میں مہر (سورج) کا لایا جانا قابل ستائش ہے۔ اسی طرح پہلے مصرع میں نور کی رعایت سے دوسرے مصرع میں مہر انور لطف سے خالی نہیں۔ ظاہر ہے کہ آنکھوں کا نور بجائے خود مفید نہیں۔ اگر سورج کی روشنی اس کے لئے امکانِ عمل مہیا نہ کرے۔

تافت آں روئے کز اں رو سر نتافت
یافت آں درماں کہ بگزید آں درے

اس شخص کا چہرہ کامیابی کی وجہ سے چمک اٹھا۔ جس نے کہ اس کی طرف سے منہ نہیں موڑا۔ اور جس نے اس دروازہ پر بیٹھنا اختیار کیا۔ اس کو اپنی مشکلات کا حل مل گیا۔

یعنی آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والا انسان کامیاب ہو کر رہتا ہے۔ اور جو شخص اپنا سب کچھ چھوڑ آپ کے دروازہ پر آ بیٹھتا ہے۔ تو اس کو کسی تکلیف کا سامنا نہیں ہوتا۔ تکالیف دنیا کے دھندوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جو شخص دنیا سے قطع تعلق کر کے خدا کے رسول کا ہو جاتا ہے تو تکالیف اس کی راہ میں کب آ سکتی ہیں۔

ہر کہ بے او زد قدم در بحرِ دیں
کرد در اول قدم گم معبرے

جس نے آپ سے الگ ہو کر دین کے سمندر میں قدم رکھا اس نے پہلے ہی قدم میں عبور کرنے کی جگہ کو کھویا یعنی اسلام کے بغیر دوسرے جتنے بھی راستے ہیں وہ سب انسان کو خدا سے دور لے جاتے ہیں۔ صرف اسلام ہی ہے جو انسان کو خدا سے ملا سکتا ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں ؎

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے۔
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

معبر کے معنے ہیں۔ جائے عبور۔ دریا میں جس کو عبور کرنے کی جگہ نہ ملے تو اس کا دریا کو پار کرنا ناممکن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہوا۔ وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچیگا۔

امّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

آپ باوجود امّی ہونے کے علم اور حکمت میں بے نظیر تھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا روشن ثبوت صداقت کی تائید کیلئے ہو سکتا ہے۔

علم وحکمت سے مراد وہ رازہائے دقیق ہیں جو آپ پر خدا نے قرآن شریف کے ذریعہ کھولے ہیں۔ قرآن کا دعویٰ ہے۔ کہ اسکی نظیر کوئی نہیں لا سکتا۔ قرآن کی حکمتوں کی تعصب کی وجہ سے تکذیب کی جاتی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا مجبور ہو کر انہی حکمتوں سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ جبکہ دنیا کے بہترین مفکر اُن مشکلات کو حل نہیں کر سکتے جنکی وجہ سے دنیا کی پریشانی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور وہ آخر قرآن شریف کی طرف رجوع کرنے لگے ہیں۔ تو اس سے آپکی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونیکا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آپ امّی ہو کر ایسا علم اور ایسی حکمت دنیا کو دیگئے؟

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور انصار اللہ

کچھ مدت ہوئی کہ پیغام صلح میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اپنی عادت کے مطابق انصار اللہ پر بے سروپا الزامات لگائے۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی بھی چونکہ انصار اللہ میں سے تھے۔ اس لئے انہوں نے بھی ان الزامات کو برداشت نہ کرتے ہوئے اپنے خیالات قلم بند کر کے مجھے دئیے تھے۔ کہ میں ان کو الحکم میں شائع کردوں۔ شیخ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں ڈاکٹر صاحب کے خیالات کی تردید کی ہے۔ جو میں آج شائع کرتا ہوں ؏

ایڈیٹر

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب غیر مبائع لکھتے ہیں کہ پہلے پہل تو میاں محمود احمد صاحب کے حاشیہ نشین نے الوصیت میں سے خلافت کے نکالنے کی عجیب عجیب مضحکہ خیز کوششیں کرتے رہے۔ اور ایسی ایسی رکیک تاویلیں کیں کہ یہودیوں اور یہود صفت مسلمانوں کے بھی کان کتر دئیے۔ لیکن آخر میں میاں صاحب نے دیکھ لیا کہ یہ ریت کی دیوار اس طرح نہیں ٹھہرنے لگی۔ تو انہوں نے صاف طور پر ۳ / نومبر ۱۹۳۵ء کے الفضل میں رونا رو دیا۔ کہ الوصیت میں تو خلافت کا جو اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے نام تک نہیں لیا"

ملاحظہ ہو پیغام صلح ۲ / مئی ۱۹۳۷ء۔

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب میں آپ کو سچ سچ کہتا ہوں۔ جب آپ قادیان میں تشریف لایا کرتے تھے۔ تو میں آپ کی پیشانی کے محراب کو دیکھ کر یہ یقین کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسے کیسے راستباز اور دیندار اور نیک متقی جاں نثار دوست عطا فرمائے ہیں۔ کہ جن کی صورتوں کو دیکھ کر نیکی کے کھلے کھلے آثار نظر آتے ہیں۔ مگر اب مجھے نہایت افسوس آتا ہے اور میری حیرت کی حد نہیں رہی کہ جناب ڈاکٹر صاحب جیسے اوپر سے نظر آتے تھے ویسے اندر سے نہیں تھے۔ پیشانی کے محراب کی حقیقت سائن بورڈ سے کم نہ نکلی۔

جناب ڈاکٹر صاحب میں افسوس بھرے دل سے یہ لکھ رہا ہوں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مجھے آپ پر بہت ہی حسن ظنی تھی۔ اور میں آپ کو نہایت ہی نیک متقی یقین کرتا تھا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ میرا خیال صحیح نہیں نکلا۔ جناب ڈاکٹر صاحب آپ کا اندرونہ تو بہت ہی قابل افسوس ظاہر ہوا۔ جس طرح پیازوں اور لہسن کے چھلکوں کی بوری اوپر سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اندر سے تعفن سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ ایک راستباز اور خدا سے پیار کرنے والا انسان آپ کی عفونت کو پسند ہی نہیں کر سکتا۔ جناب ڈاکٹر صاحب اختلاف کا ہونا بُرا نہیں۔ بُری تو بدنیتی ہوا کرتی ہے۔ اگر آپ کی نیت میں خیر تھی تو آپ ہمیں نیک نیتی سے سمجھا سکتے تھے۔ اور ہمارے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ سے راستی پر لا سکتے تھے۔ مگر آپ نے اپنی سختی کو انتہائی درجہ تک پہونچا دیا ہے۔ اور تقوےٰ کی راہ کو چھوڑ کر ایسی ٹیڑھی راہ کو اختیار کیا جس سے اللہ تعالےٰ کے تمام انبیاء اور اتقیاء ڈراتے چلے آئے ہیں۔ آپ خدا کے لئے سوچیں تو صحیح شقاق کس نے پیدا کیا۔ میں بھی انصار اللہ میں سے ایک ہوں۔ میں اس خدائے ذوالجلال خدائے قدوس کی قسم کھاتا ہوں کہ ہمارے سیدنا حضرت محمود نے کبھی بھی انصار اللہ کو ایسا ناپاک سبق نہیں دیا تھا۔ جس سے شقاق پیدا ہو۔ ہمیں جب جو سبق دیتے تھے وہ یہ سبق تھا۔ کہ تقوےٰ اختیار کرو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو راستی کے ساتھ دنیا میں پھیلاؤ۔ اور خوف کو دل سے نکال ڈالو۔ اور جو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف ہو۔ اُسے محبت اور راستی سے اور نہایت سنجیدگی اور متانت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم سے آگاہ کرو۔ اور اپنے اخوان کے حق کو پورا کرو۔ تا تم راستبازوں میں لکھے جاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ تمہارا مددگار بن جائے۔ یہ ہے وہ سبق جو انصار اللہ کو دیا جاتا تھا۔ اور یہ ہے وہ سبق جو انصار اللہ کو سکھایا جاتا تھا۔

جناب ڈاکٹر صاحب میں نے حق کا اظہار کر دیا اب آپ بھی سنجیدگی کو اختیار کریں۔ یہ ایک عظیم الشان اخلاق ہے۔ اسے چھوڑنا نہیں چاہئے آپ نے کسی راستباز کو بھی دیکھا ہے کہ سنجیدگی کو چھوڑ کر غیر متین بات کا ارتکاب کیا ہو۔ پاک لوگ تو اخلاق کے خزانے لے کر آتے ہیں۔ تا انس کے بندوں کو اخلاق کا سبق دے کر بااخلاق بنائیں بدتمیزی کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ میں آپ کو کہتا ہوں کہ آپ سنجیدگی کو اختیار کریں ؏

آپ کا خیرخواہ۔ شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی

بقیہ مضمون صفحہ ۶

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے متولی بھی ہیں۔ جب جارج پنجم آنجہانی دہلی تشریف لائے تھے تو وہ درگاہ شریف میں بھی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ راقم الحروف کی خوش قسمتی ہے کہ میں نے بھی اس محترم بزرگ کو خواب میں دیکھا ہے۔

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب کا مکتوب درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ۳۱ مئی ۱۹۳۷ء

محبی عبدالوہاب عمر صاحب۔

السلام علیکم

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ ممنون فرمایا۔ میں آپ کی معلومات سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ مگر میں یورپ جا کر ایک عادل نقاد کی نظر سے آپ کی جماعت کے کام کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس لئے خیر مقدم اور استقبال کو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ کے بتائے ہوئے پتے نوٹ کر لئے ہیں۔

آپ نے دیا کر یا بڑے دلچسپ طریق سے لوگوں کو سنوایا۔ اور اردو کی وہ مثل پوری ہوئی ہونٹوں نکلی۔ کوٹھوں چڑھی۔

آپ کے والد مرحوم کا مجھ پر ایک احسان ہے کہ ایک دفعہ مجھے دق ہو گئی تھی۔ تو حضرت مرزا صاحب نے آپ کے والد صاحب سے دوا بنوا کر بھجوائی تھی۔ اگرچہ میں نے اس کو استعمال نہیں کیا۔ لیکن اس احسان کو اب تک یاد رکھا۔ میں آپ سے پھر خط و کتابت کروں گا اس وقت تو یہ خط آپ کے خط کی رسید ہے۔

مخلص حسن نظامی

آہ! محمد عثمان قریشی

۱۱ جون ۱۹۳۷ء کا دن ہمارے لئے ایک نئی جون بدل کر آیا رات کے ۹ بجے فلک پیر نے محمد عثمان قریشی کو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا ——— !
اس سانحہ عظیمہ نے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مرحوم بابو محمد عمر صاحب کے سب سے بڑے فرزند ارجمند۔ میرے ہم زلف اور جدی رشتہ میں بھائی تھے۔ نہایت ہی نیک سیرت ہنس مکھ۔ زندہ دل۔ اور بہترین اخلاق کے مالک تھے۔ بزرگوں کا ادب۔ چھوٹوں پر شفقت آنکھوں میں شرم و حیا کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔
مرحوم دسمبر ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ اور جون ۱۹۳۷ء میں صرف دس روز ٹائیفائڈ میں مبتلا رہ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گویا ۲۹ سال اس دنیا ناپائیدار میں مہمان رہے۔
کاروباری شغف تھا۔ اس تھوڑی سی عمر میں دلی کی تجارتی منڈیوں پر چھا گئے تھے۔ اس کاروباری زندگی میں مرحوم ہیں سب سے قابل قدر یہ بات تھی۔ کہ جب کبھی تبلیغ کے لئے حکم ملتا۔ یا اس نیک ارادے سے کوئی جاتا ہوتا۔ باوجود انہماک کار اس کے ساتھ ہو جاتے۔ اور اس کی ہر ممکن طریق سے مدد بھی کرتے۔
اسی سال جو دہلی میں مناظرہ ہوا۔ جس میں علماء سوء اور عوام کالانعام نے جس بربریت، جہالت اور توحش کا نمونہ دکھایا۔ اس میں بابو محمد عمر صاحب کے بھی بحیثیت احمدی ہونے کے لاٹھیاں پڑیں جس وقت مرحوم کو اپنے والد بزرگوار کے پٹنے کا علم ہوا تو خوشی کا اظہار فرمایا
۱۹۳۱ء میں مرحوم کی شادی حاجی عبد القدیر صاحب قبلہ شاہجہانپوری کی چھوٹی صاحبزادی ۱۹۳۲ء سے ہوئی۔ جس میں حضرت قبلہ مفتی محمد صادق نے بہ نفس نفیس شرکت فرما کر خطبہ نکاح پڑھا۔
مرحوم کے والدین کو اپنے پہلوٹھے کی اچانک موت سے جو صدمہ ہوا وہ ناقابل بیان ہے۔ مرحوم کی شریک زندگی کا نالہ و شیون آہ و بکا اور واویلا سے جگر شق ہو جاتا ہے۔
مرحوم نے دو بچے ایک لڑکی امۃ النعیم ۲ ۱/۲ سال کی۔ اور ایک لڑکا سعید احمد چھ ماہ کا یادگار چھوڑا
احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین

حبیب احمد کاتب الحکم قادیان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم تقریر

فخر الدین کے اخراج از جماعت کے متعلق

قادیان ۲۷ جون کل سات بجے صبح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مسجد اقصےٰ میں مقامی جماعت کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ جس میں حضور نے نہایت تفصیل کے ساتھ فخر الدین ملتانی کے اخراج از جماعت کے متعلق وجوہات بیان فرمائے۔ اور اس نے اپنے تحریری بیان میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور نظام سلسلہ کے متعلق جو غلط بیانیاں کی ہیں ان کی تردید میں متعلقہ اصحاب کی حلفیہ شہادات پیش فرمائیں چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ جناب سید عزیز اللہ شاہ صاحب مولانا عبد الرحیم صاحب نیّر شیخ محمود احمد صاحب عرفانی جناب مولوی محمد الدین صاحب جناب شیخ بشیر احمد صاحب سید منظور علی شاہ صاحب مولوی تاج الدین صاحب مولوی عبد الاحد صاحب ماسٹر غلام حیدر صاحب مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور۔ اور مولوی ظفر محمد صاحب نے حلفیہ بیان دیئے۔
آخر میں حضور نے خلافت سے کامل وابستگی کو تمام کامیابیوں کی جڑ ثابت کیا۔ اور نہایت مؤثر الفاظ میں دعا فرمائی۔ پونے گیارہ بجے تقریر ختم ہوئی ؏

فتنہ پردازوں کے خلاف اظہار نفرت کے جلسے

اسوقت جماعت میں ان فتنہ پردازوں کے خلاف سخت ناراضگی پھیل رہی ہے۔ اور ہر جگہ انکے اس فعل سے اظہار نفرت کیا جا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے جماعت کی طرف سے تجدید اظہار عقیدت کیا جا رہا ہے اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ان لوگوں کو سمجھ دے تا وہ عقیدتمندی سے حضور کے قدموں میں آ جائیں اور یہ فتنہ کچلا جائے۔ آمین

بزم احمدؑ کی ایک اور شمع بجھ گئی

حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

یہ خبر نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب جو صاحب الہام و کشوف بزرگ تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عاشقانہ محبت رکھتے تھے۔ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء کو بوقت عصر ۵ بجے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
حضرت شاہ صاحب کی زندگی نہایت اعلےٰ درجہ کی تقوےٰ شعاری سے گذری۔ آپ کی زندگی کے مفصل حالات آئندہ کسی نمبر میں شائع کرسکوں گا۔ وباللہ التوفیق۔
اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جنت کے اعلیٰ مقامات پر رکھے۔ اور آپ کے پسماندگان کو صبر کی توفیق دے۔
ہم اس صدمہ جانکاہ میں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ۔ میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب۔ سید عزیز اللہ شاہ صاحب فارسٹر۔ سید محمود اللہ شاہ صاحب بی۔ اے۔ و سید عبد الرزاق صاحب۔ اور آپ کی ہمشیرگان کے ساتھ پورے طور پر شریک ہیں ؏

وصیتیں

نمبر ۴۶۵۳

منکہ سید عبدالعزیز ولد سید چراغ علی شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۱۰ء ساکن کاہنوواں۔ ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ نومبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اس وقت مبلغ دس روپے ماہوار کا ملازم ہوں۔ اور اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ لہٰذا میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو میں انشاء اللہ اپنی آمد ماہوار سے باقاعدہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میری تنخواہ میں ترقی ہوئی۔ تو اسی قدر ترقی کے حساب سے ادا کروں گا۔ اگر میرے مرنے پر کوئی جائیداد علاوہ اس کے ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور میرے لڑکے بفضل خدا احمدی ہیں۔ وہ ادا کرنے کے مجاز ہوں گے۔

العبد:۔ عبدالعزیز سیکرٹری انجمن احمدیہ کاہنوواں۔

گواہ شد:۔ فضل حسین دکاندار قادیان۔

گواہ شد۔ محمد یٰسین کارکن ضیافت۔

نمبر ۴۶۹۴

منکہ شیر محمد ولد سرگند خاں قوم تاجو خیل افغان۔ پیشہ زمینداری۔ عمر پینتالیس سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن انبار۔ ڈاکخانہ کنڈہ۔ تحصیل صوابی۔ ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت ایک مکان قیمتی پانچ سو روپیہ ہے۔ اور سولہ ایکڑ زمین جو اقساط پر خرید کی گئی ہے۔ اور بیس سال کے بعد اقساط کے پورا ہونے پر مجھے مالکانہ حقوق ملیں گے۔ میں اپنی آمد کا دسواں حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی نقد جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم بعد وصیت ادا کر کے رسید حاصل کر لوں تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاویگی۔

العبد: شیر محمد بقلم خود نواب شاہ سندھ۔

گواہ شد۔ عباس علی شاہ احمدی سیکرٹری تبلیغ نواب شاہ سندھ

گواہ شد۔ عبدالکریم احمدی سیکرٹری مال انجمن احمدیہ نواب شاہ سندھ۔

نمبر ۴۸۰۲

منکہ چوہدری غلام حیدر ولد چوہدری مولا بخش صاحب مرحوم قوم جھنگل جاٹ۔ کوٹ احمدیاں۔ ڈاکخانہ ڈگری۔ ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ اپریل ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

میری اراضیات زرعی نہری ۱۵۰ ایکڑ ہے۔ جس کی میں قسطیں ادا کر رہا ہوں۔ دس سال تک اس کی جملہ قسطیں انشاء اللہ ادا ہو جائیں گی۔ اس وقت میں بصورت زمینداری جو پیدائش ہوا کرے گی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور جب یہ اراضیات میری مملوکہ قرار پائے گی تب اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اب سے میں انشاء اللہ اپنی جملہ پیداوار کے ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ قادیان کرتا رہوں گا نیز میری ایک کنال زمین سکنی بقیمت چار صد روپیہ قادیان میں ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔ اس کے علاوہ بھی اگر بوقت وفات میری کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی

العبد۔ غلام حیدر سپروائزر کوآپریٹو سوسائٹیز ڈگری

گواہ شد۔ محمد صالح مبلغ سندھ

گواہ شد۔ سردار محمد بقلم خود ساکن کوٹ احمدیاں۔

نمبر ۴۷۳۵

منکہ امۃ العزیز زوجہ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل قوم شیخ عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن مریانہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے ذاتی زیورات حسب ذیل ہیں۔ کانٹے طلائی خورد و کلاں اور کلپ طلائی کل وزن ۲ تولہ ۹ ماشہ صرف قیمت اس زیور کی نوّے روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ علاوہ ازیں میرا حق مہر جو کہ مبلغ ۵۰۰ روپیہ بذمہ خاوند تھا۔ اس میں سے میں نے مندرجہ ذیل زیورات روپیہ سے کر بنوا لئے ہیں۔ کنگن طلائی وزن ۱۰ تولہ۔ بندی طلائی وزن ۲ تولہ۔ کل قیمت ۴۰۸ روپے بنتے ہیں میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ علاوہ ازیں ۹۲ روپے جو کہ بقایا از حق مہر بذمہ خاوند ہیں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی اور اگر میں کوئی رقم یا جائیداد بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو وہ رقم وصیت کردہ حصہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد:۔ امۃ العزیز موضع مریانہ کے۔ گواہ شد حکیم محمد اسمٰعیل ممتاز الاطباء مولوی فاضل خاوند موضع مریانہ کے۔

گواہ شد۔ شیخ محمد بشیر آزاد اسبانوی مصنف ہدایت نسواں مریانہ کے

وصیتیں

نمبر ۴۷۸۷

منکہ محبوب عالم خالد ولد خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب قوم شیخ پیشہ کارکنیت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ...... حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی ذاتی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان کا کارکن ہوں۔ اور مبلغ ۲۵ روپے ماہوار تنخواہ پاتا ہوں۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو میں انجمن احمدیہ کو تازیست ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر جو بھی میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر اس عرصہ میں میں کوئی رقم بطور حصہ جائیداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو اس قدر رقم کو منہا کر کے صدر انجمن ۱/۱۰ کے باقی حصہ کی مالک ہوگی۔

العبد:۔ محبوب عالم خالد بی۔ اے (آنرز) ٹیچر نصرت گرلز ہائی سکول قادیان

گواہ شد:۔ قمرالدین مولوی فاضل قادیان

گواہ شد:۔ خورشید احمد مبارک منزل قادیان

نمبر ۴۷۹۰

منکہ خوشی محمد ولد میاں احمد الدین مرحوم قوم نون پیشہ درزی عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن کوٹ احمدیاں۔ ڈاکخانہ ڈگری۔ ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ ...... حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد ایک عدد مشین کپڑا سینے کی جس کی موجودہ قیمت پچاس روپے ہے۔ نیز میں سلائی کا کام دستی خود کرتا ہوں۔ جس کی سالانہ اوسط ساٹھ روپیہ کے قریب ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ بوقت وفات اگر کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی ....

.... میں اپنی آمد کا حصہ ششماہی وار خود ہی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ العبد۔ خوشی محمد بقلم خود۔ گواہ شد محمد صالح مبلغ سندھ۔ گواہ شد۔ غلام رسول پسر چوہدری مولا بخش کوٹ احمدیاں سندھ